ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

# ”ہمارے کتب خانے“ از ملک حسن اختر: تجزیاتی مطالعہ

# “Hmaray Kutab Khanay” by Malik Hasan Akhtar: An Analytical Study

*ڈاکٹر فوزیہ شہزادی، اسسٹنٹ پروفیسر اُردو (وزیٹنگ)، ڈویژن آف ایجوکیشن، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لاہور

***Dr. Fouzia Shahzadi**

Assistant Prof. Urdu (Visiting) Division of Education, University of Education, Lahore.

**ڈاکٹر محمد جاوید اقبال خان، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ ایجوکیشن، لاہور لیڈز یونیورسٹی، لاہور

****Dr. Muhammad Javed Iqbal Khan**

Assistant Professor, Department of Education, Lahore Leads University, Lahore.

*** ڈاکٹر عبدالرحیم، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ اسلامیہ گریجوایٹ کالج سول لائنز، لاہور

*****Dr. Abdul Raheem**

*Assistant Prof. Department of Urdu, Govt. Graduate Islamia College Civil Lines, Lahore*

**Abstract:**

Books and libraries play an important role in shaping the character of individuals. Those nations who live apart from them become economically stable, but their names are deleted from the history books like a wrong letter." Humary kutab khany" is a wonderful book by Malik Hasan Akhtar, in which presented facts are not only eye-catching but can play a role in the development of nation and country. Malik Hasan Akhtar has proved his skills as an educationist. He has also influenced the world as a librarian. This work not only presents a review of libraries, but also suggests solutions by clarifying the problems, by which the country and the nation can get rid of the humiliation of death.

**Keywords:** Malik Hassan Akhtar, Libraries, Educational system, Utilization, Development, Nation, Manuscript, Children's section, Collaboration

**کلیدی الفاظ:** ملک حسن اختر، کتب خانے، تعلیمی نظام، استفادہ، قوم، ترقی، مخطوطہ، چلڈرن سیکشن، اشتراک

ملک حسن اختر نقاد، مدون، محقق، ماہر تعلیم، ماہر اقبالیات اور ادبی مؤرخ کے طور پر معروف ہیں۔ تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ کتب خانوں کی افادیت اور ضرورت واہمیت پر ان کی گہری نظر ہے۔ اس ضمن میں ان کی معروف کتاب ”ہمارے کتب خانے“ ہے۔ اس کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ حصہ اول پنجاب کے کتب خانوں

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

سے متعلق ہے جس میں پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور، پنجاب پبلک لائبریری لاہور، لائبریری مشاورتی بورڈ برائے کتب لاہور، دارالسلام لائبریری لاہور، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور، گورنمنٹ کالج لائبریری لاہور، شاہ محمد غوث لائبریری لاہور، قائداعظم لائبریری لاہور، سنٹرل لائبریری بہاولپور، قومی دفاعی کالج لائبریری راولپنڈی، شیخ زید لائبریری رحیم یار خان، لیاقت میموریل لائبریری کراچی جیسی مشہور لائبریریاں شامل ہیں جبکہ حصہ دوم کتب خانوں میں اشتراک و تعاون، عام کتب خانوں، بچوں کے ذوق مطالعہ میں کتاب خانوں کا کردار و عمل کے بارے میں ہے۔''ہمارے کتب خانے'' ۱۹۸۷ء میں مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد سے شائع ہوئی۔ مذکورہ کتاب کتب خانوں کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ تحقیق و تنقید میں بھی معاون ثابت ہوتی ہے۔ کتب خانوں سے وابستگی کی بڑی وجہ ملک حسن اختر کی مختلف اداروں تدریسی اور انتظامی خدمات ہیں۔ وہ کتب خانہ جات کے نائب ناظم اور ناظم کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے ہیں۔ وہ کتب خانوں کی اہمیت اور ان کی حالت زار کا ذکر کچھ اس طرح کرتے ہیں:

> ''کتب خانے ہمارے تہذیبی زندگی کو سنوارنے اور نکھارنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں مگر افسوس ان کی طرف کچھ زیادہ توجہ نہیں دی گئی ہے۔ اب حکومت نے اس اہم شعبے کو اپنی توجہ کا مرکز بنالیاہے۔ امید ہے کہ مستقبل میں کتب خانوں کی حالت بہتر ہو جائے گی۔'' ۱

موجودہ دور میں طلبا کا رجحان کتب خانوں کی طرف کم جبکہ میڈیا کی طرف زیادہ ہو گیا ہے۔ ملک حسن اختر پنجاب میں کتب خانوں کی تعداد ۲۷۵۳ بتاتے ہیں۔ سکول اور کالجز میں موجود کتب خانوں کا وہ صرف سرسری ذکر کرتے ہیں جبکہ زیادہ احوال ملک کی بڑی لائبریریوں کا بیان کرتے ہیں۔ سکول میں کتب خانے خستہ حالی کا شکار ہیں۔ ہر سکول میں حکومت نے ایک ایک لائبریرین مقرر کرنا تھا مگر ان کی جگہ پر سیکنڈری سکول کے اساتذہ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ یوں سکولوں میں لائبریری کے تربیت یافتہ افراد نہ آسکے۔ ملک حسن اختر اس بات سے اتفاق بھی کرتے ہیں کہ تمام سکولوں میں ایسے تربیت یافتہ نہ ہونے کی وجہ سے بعض سکولوں میں اساتذہ بچوں کو کتابیں جاری ہی نہیں کرتے۔ کتابیں صرف الماریوں کی زینت بنی رہتی ہیں۔ کتب خانوں کی حالت زار بہتر بنانے کے لیے حکومت عملی اقدامات کرتی رہی ہے۔ ۱۹۶۷ء میں نظامت کتب خانوں کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ نیز ان کو چلانے کے لیے نائب ناظم اور ناظم کے عہدوں کا تقرر کیا گیا۔ ملک حسن اختر بتاتے ہیں کہ اس وقت تمام سکولوں کے سربراہوں کو ہدایات جاری کی گئیں کہ وہ کتابوں کی درجہ بندی مکمل کریں اور ساتھ ساتھ طلبا میں مطالعے کا شوق پیدا کیا جائے۔ کالجز کی سطح پر ایک انتظامی کمیٹی بھی عمل میں آئی جس میں پرنسپل شعبہ فنون کے صدر اور لائبریرین کو شامل کیا گیا۔ تمام لائبریرین کو ہدایت جاری کی گئیں کہ وہ ان کی سالانہ رپورٹ نظامت کتب خانہ جات کو مہیا کریں۔ اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ جو لوگ تعلیمی اداروں کو خیر باد کہہ دیتے تھے مگر کتابیں واپس نہیں کرتے تھے اس طرح ان کے پاس موجود کتابوں کو بھی واپس لایا گیا۔ ملک حسن اختر سب سے پہلے اورینٹل کالج لائبریری کا تعارف کرواتے ہیں نیز یہ بھی بتاتے ہیں کہ کس ایکٹ کے تحت یہ قائم کی گئی۔ اس کا محل وقوع کیا ہے اور اس میں کون کون سے شعبے موجود ہیں۔ اس کا عملہ اور کمیٹی کن افراد پر مشتمل ہے۔ موسم گرما اور سرما میں لائبریری کا دورانیہ اور تعطیلات پر بھی بحث کرتے ہیں۔

ملک حسن اختر کے مطابق پنجاب پبلک لائبریری میں حافظ محمود شیرانی کا ذخیرہ کتب بھی موجود ہے۔ ملک حسن اختر کے اندازے کے مطابق اس ذخیرے میں مخطوطات کی تعداد ۳۳۰۶ ہے۔ حافظ محمود شیرانی کے مخطوطات کے علاوہ وہ عبدالحمید، پروفیسر سراج الدین آذر، پروفیسر محمد اقبال، شہاب الدین، سر منوہر لال، سر گنگا رام اور پروفیسر سنگھ کے عطیات کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ پنجاب پبلک لائبریری صوبہ بھر کی سب لائبریریوں میں سرِ فہرست ہے۔ اس کے آغاز و تعارف کے بارے میں مصنف نے بڑی تفصیل بیان کی ہے۔ اس لائبریری کا کوئی کونہ بھی مصنف کی نظر سے اوجھل نہیں رہا۔ لائبریری کے شعبہ جات میں وہ شعبہ علوم شرقیہ اور شعبہ علوم غربیہ کے بارے میں معلومات فراہم کرتے ہیں۔ شعبہ علوم شرقیہ کے بارے میں وہ لکھتے ہیں:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

''شعبہ علوم شرقیہ کی عمارت کے برآمدے میں اردو اخبار سٹینڈ پر رکھے ہیں۔ جہاں لوگ کھڑے ہو کر ان کا مطالعہ کرتے ہیں۔لائبریری میں اخبار پیش کرنے کا یہ پرانا انداز ہے۔اب اخبارات ریڈنگ روم میں میز پر رکھے جاتے ہیں تاکہ بیٹھ کر اطمینان سے مطالعہ کیا جاسکے۔'' ۲

پنجاب پبلک لائبریری کا دوسرا بڑا شعبہ علوم عربی کا ہے۔اور اس شعبے میں حالات دیگر شعبہ جات کی نسبت بہتر ہیں۔ملک حسن اختر کے نزدیک اس شعبے کے دار المطالعہ میں علوم شرقیہ کی نسبت انتظام سب سے بہتر ہے۔اس کے ساتھ ہی کلرکوں کا دفتر اور لائبریرین کا کمرہ بھی موجود ہے۔ملک حسن اختر بتاتے ہیں کہ اس لائبریری میں شعبہ اطفال ابتری کا شکار ہے کیونکہ اس میں جو خاتون بیٹھتی ہے اس کے پاس بچے کبھی بھی نظر نہیں آئے۔ یہاں جو کتابیں بچوں کے لیے رکھی گئی ہیں ان میں سے بیشتر کتابیں انگریزی زبان میں ہیں۔بچوں کی دلچسپی سے متعلقہ مواد اس لائبریری میں موجود نہیں ہے۔ملک حسن اختر دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری کے شعبہ اطفال کو اس لائبریری کے شعبہ اطفال سے بہترین قرار دیتے ہیں۔

بیت القرآن کے شعبے سے متعلق معلومات بھی مصنف نے قارئین تک پہنچائی ہیں۔ملک حسن اختر پنجاب پبلک لائبریری کے انتظامی امور کا بھی ذکر کرتے ہیں۔اس کے عہدے داروں کا تعارف کرواتے ہیں جن کی تعداد چودہ مقرر کی گئی ہے۔اخبارات کے بارے میں یہ بتایا گیا ہے کہ آٹھ اردو اخبار جبکہ تین انگریزی اخبار یہاں موجود ہوتے ہیں۔حسن اختر اس لائبریری کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''پنجاب پبلک لائبریری پنجاب کی بہت بڑی لائبریری ہے۔اسے دیدہ زیب مفید اور علمی و ادبی کتب کا مخزن ہونا چاہیے۔ لائبریری کی حالت بہتر بنانے کے لیے خصوصی توجہ کی ضرورت ہے تاکہ یہ ایک بہترین لائبریری بن سکے۔'' ۳

لائبریری کو کسی دور میں بڑی رقم عطیے کے طور پر مل جاتی تھی مگر عرصہ دراز سے یہ لوگوں کی امداد کی منتظر ہے۔کیوں کہ اس کا خزانہ بالکل خالی ہے۔ملک حسن اختر اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اگر ہم توجہ کریں تو یہ لائبریری ترقی یافتہ ممالک کی لائبریریوں کے مدمقابل آسکتی ہے۔

تیسری اہم لائبریری ان کے نزدیک مشاورتی بورڈ برائے کتب لاہور کے تحت قائم ہوئی۔ یہ ادارہ حکومتی سرپرستی سے قائم ہوا۔یہی وجہ ہے کہ حکومت کے زیر سایہ کام کرتا رہا۔اس لائبریری میں کتابوں کو مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلی قسم ان کتابوں کی ہے جو سکولوں کے لیے حاصل کی جائیں۔دوسری قسم نصاب پر مبنی ہے جبکہ تیسری قسم طلبا اور اساتذہ کے لیے ہے۔

اس کے بعد ملک حسن اختر دار السلام لائبریری کا تذکرہ کرتے ہیں جو باغ جناح لاہور کے وسط میں واقع ہے۔اس لائبریری کی تعمیر کرنل سلامت اللہ کے ہاتھوں ممکن ہوئی۔مذکورہ لائبریری بھی دیگر لائبریریوں کی طرح مختلف سیکشنز میں تقسیم ہے۔ملک حسن اختر اس لائبریری کے ہر چپے سے واقف ہیں یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اس کتاب میں تقریباً لائبریری کے ہر سیکشن کا تذکرہ کیا ہے۔اس لائبریری کا انتظام محکمہ زراعت کے سپرد ہے۔دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور بھی اہم کتب خانوں میں سے ایک ہے۔لہٰذا ملک حسن اختر نے اس لائبریری کو بھی اس کتاب کا موضوع بنایا ہے۔اس لائبریری کی تعمیر کا منصوبہ سردار دیال سنگھ نے بنایا تھا۔حکومت نے ۱۹۶۱ء میں اس لائبریری کی طرف توجہ دی بعد ازاں یہ لائبریری متروکہ وقف املاک بورڈ کی تحویل میں چلی گئی۔مصنف نے اس کے بارے میں یہ بھی بتایا ہے کہ بارہ ممبروں کو تعینات کیا گیا۔لائبریری میں داخل ہوتے ہی سنگ مرمر سے بنا مجسمہ قارئین کی توجہ اپنی طرف مبذول کرواتا ہے۔اس سے آگے اخبارات کے مطالعے کے لیے میزیں نصب کی گئی ہیں۔لائبریرین اور اسسٹنٹ لائبریرین کے کمرے ہال کے پاس ہیں۔

ملک حسن اختر ریسرچ سیل سے بھی ہمارا تعارف کرواتے ہیں جس کے قیام میں حکومت نے خاصی دلچسپی لی ہے۔سب سے اہم شعبہ بچوں کا شعبہ ہے جس میں اردو اور انگریزی کی کتابیں موجود ہیں۔اس کے علاوہ ملک حسن اختر آڈیٹوریم سے متعلق معلومات بھی ہمیں مہیا کرتے ہیں۔لائبریری کے قواعد و ضوابط کا تذکرہ بھی بڑے موثر

پیرائے میں کرتے ہیں۔ گورنمنٹ کالج لاہور کی لائبریری بھی کتابوں کا ایک خزانہ تصور کی جاتی ہے۔ گورنمنٹ کالج لاہور کے قیام کے ساتھ ہی لائبریری کی بنیاد بھی رکھی گئی۔ مگر انیسویں صدی میں اس کا استعمال اتنا زیادہ نہیں ہوا۔اس کی بڑی وجہ ملک حسن اختر لائبریرین کی عدم موجودگی کو قرار دیتے ہیں۔لائبریری میں اُردو اور انگریزی اخبارات کے علاوہ رسائل و جرائد اور بہت سی نایاب کتب بھی اس لائبریری میں موجود ہیں۔ملک حسن اختر اس لائبریری کی افادیت کا ذکر اس طرح کرتے ہیں:

''یہ لائبریری پنجاب کی قدیم ترین لائبریری ہے۔اس وجہ سے یہاں بہت سی مفید اور نایاب کتب بھی موجود ہیں۔ گورنمنٹ کی پرانی رپورٹوں کا قابل قدر ذخیرہ بھی یہاں موجود ہے۔''۴

ان رپورٹس میں تعلیمی ترقی کا پانچ سالہ جائزہ لیا گیا ہے۔مصنف ان رپورٹس کی فہرست بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تعداد کی ترتیب کو مد نظر رکھتا ہے۔شاہ محمد غوث لائبریری دہلی دروازے کے پاس واقع ہے۔یہ لائبریری حضرت شاہ محمد غوث قادری نے قائم کی تھی۔ملک حسن اختر اس لائبریری کی تاریخ کا ذکر کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ یہ جگہ محمد حسین آزاد کی ملکیت تھی۔آزاد اس جگہ پر پریس قائم کرنا چاہتے تھے مگر ان کی خواہش ادھوری رہ گئی۔ملک حسن اختر اس لائبریری میں موجود رسائل و جرائد کا ذکر بڑی تفصیل سے کرتے ہیں۔انھیں لائبریری کا بڑا سرمایہ سمجھتے ہیں۔ان کے نزدیک اس کتب خانے میں کتابوں کی تعداد تقریباً اٹھارہ ہزار ہے۔

قائدِ اعظم لائبریری کا شمار ملک کی بہترین لائبریریوں میں ہوتا ہے۔ملک حسن اختر اس لائبریری کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اس میں موجود شعبہ جات، جناح ہال، دارالمطالعہ سے متعلق مفید معلومات اس کتاب میں رقم کرتے ہیں۔سب سے زیادہ اہمیت وہ کتابوں کا انتخاب کرنے والی کمیٹی اور چیف لائبریرین کو دیتے ہیں۔اس لائبریری میں ایک کمرہ مقابلے کے امتحان کی تیاری کرنے والے طلبا کے لیے مخصوص ہے جس میں زیادہ تر کتابیں پی ایم ایس اور سی ایس ایس سے متعلق ہیں۔اس لائبریری کی انفرادیت کا ذکر مصنف اس طرح کرتے ہیں:

''یہ لائبریری عملہ کے اعتبار سے پورے پاکستان میں منفرد ہے کیونکہ اتنا اور اس طرح کا عملہ اور کسی لائبریری میں موجود نہیں۔'' ۵

سنٹرل لائبریری بہاولپور بھی ملک کی اہم لائبریریوں میں شمار ہوتی ہے۔اس لائبریری کے لیے نواب آف بہاولپور نے زمین بطور عطیہ فراہم کی مگر اس کا سنگ بنیاد وائسرائے ہند نے رکھا۔بہاولپور کے نواب مشتاق احمد گورمانی نے اس کی طرف خصوصی توجہ دی۔ملک حسن اختر اس لائبریری کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس میں زیادہ تر ایسے لوگ آتے ہیں جو کتابیں جاری کروانے کی بجائے یہاں بیٹھ کر پڑھنے کو ترجیح دیتے ہیں۔اس کے علاوہ مذکورہ لائبریری میں نادر مخطوطات بھی موجود ہیں۔

اس کے بعد ملک حسن اختر قومی دفاعی کالج لائبریری راولپنڈی کا تعارف کرواتے ہیں۔یہ لائبریری ملک میں موجود دیگر لائبریریوں کی نسبت بہت زیادہ خوبصورت ہے۔ملک حسن اختر بھی اس کی خوبصورتی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔اس کی خوبصورتی سے متعلق وہ لکھتے ہیں:

''ساری لائبریری میں قالین بچھائے گئے ہیں اور جگہ جگہ قارئین کی نشست کے لیے صوفے پڑے ہیں۔لائبریری کی عمارت زیادہ وسیع نہیں ہے مگر اسے پوری طرح سجایا گیا ہے۔اور لائبریری میں داخل ہو کر ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم جنت میں داخل ہو گئے ہیں۔'' ۶

ملک حسن اختر مزید اس لائبریری کے بارے میں بتاتے ہیں کہ جو اخبارات یہاں آتے ہیں ان میں سے کوئی بھی محفوظ نہیں رکھا جاتا۔البتہ فکشن کے لیے جو کمرہ مخصوص ہے اسی میں چلڈرن سیکشن بھی بنایا گیا ہے۔

اگلی لائبریری جو ان کے احاطہ تحریر میں آتی ہے وہ رحیم یار خان میں واقع شیخ زید لائبریری ہے۔اس لائبریری کی تعمیر میں ابو ظہبی کے شیخ نے کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ملک حسن اختر اس لائبریری میں کتب کی تعداد بارہ ہزار بتاتے ہیں۔اس لائبریری کے گردونواح میں ایک برآمدہ موجود ہے جو گرمی کی شدت سے بچاتا ہے۔''ہمارے

کتب خانے‘‘ میں جس لائبریری کا سب سے آخر میں ذکر کیا گیا ہے وہ کراچی کی لیاقت میموریل لائبریری ہے۔اس لائبریری میں آنے والے اردو اور انگریزی رسائل و جرائد کی فہرست بہت لمبی ہے۔ملک حسن اختر اس لائبریری کی اہمیت اس لیے بھی بیان کرتے ہیں کہ یہاں میر کے کلیات کا وہ نسخہ بھی موجود ہے جو فورٹ ولیم کالج کی جانب سے ۱۸۱۱ء میں منظر عام پر آیا۔بچوں کے سیکشن کے بارے میں مصنف ہمیں یہ بھی بتاتے ہیں کہ پانچ سال سے لیکر ۱۴ سال تک کی عمر کے بچے اس لائبریری کے ممبر بن سکتے ہیں۔بچے اپنی مرضی کی کتابیں اس لائبریری سے لے کر پڑھ سکتے ہیں۔بچوں کے لیے ٹائم شام ۲ بجے سے لیکر ۵ بجے تک ہے۔

’’ہمارے کتب خانے‘‘ کا دوسرا حصہ تین مضامین پر مشتمل ہے۔جن میں پہلا مضمون ’’کتب خانوں میں اشتراک و تعاون‘‘ ہے۔ان کے نزدیک ملکی ترقی کا دار و مدار کتب خانوں پر ہے۔کسی ملک میں کتب خانے جتنی زیادہ تعداد میں ہوں گے وہ ملک اتنا ہی خود کفیل ہو گا مگر ترقی پذیر ممالک کے پاس اتنا زیادہ سرمایہ نہیں ہے کہ وہ اس پر زیادہ خرچ کریں۔اس مسئلے کا حل وہ کتب خانوں میں اشتراک و تعاون سے نکالنا چاہتے ہیں۔ترقی یافتہ ممالک میں اشتراک و تعاون سے کام لیا جاتا ہے۔ملک حسن اختر حقائق سے آگاہ کرتے ہیں کہ اگر ترقی یافتہ ممالک میں کوئی کتب خانہ ایسا ہے جس میں تمام کتابیں موجود ہیں پھر وہ کوئی ایسا کام کرتے ہیں جس سے دیگر ممالک بھی فائدہ اٹھا سکیں۔ملک حسن اختر اس کی مثال برطانیہ کی لائبریریوں سے دیتے ہیں۔یہ کتب خانے ایسے ہیں جو اپنی علاقائی لائبریریوں کو کتب تھوڑے عرصے کے لیے دے دیتے ہیں۔ان کے خیال میں پاکستان میں بھی ایک ایسی لائبریری قائم ہونی چاہیے جو ہر طرح کی کتابیں دوسری لائبریری کو ادھار دے۔برطانیہ اور امریکہ میں موجود پبلک لائبریریوں میں اس طرح کا تعاون اب تک موجود ہے۔ملک حسن اختر آسٹریلیا میں موجود لائبریری کا ذکر بھی کرتے ہیں جس میں کتابوں کی تعداد پچاس ہزار ہے۔اس کے بعد وہ برٹش لائبریری میں موجود ساٹھ لاکھ کتابوں اور مخطوطات کو احاطہ تحریر میں لاتے ہیں۔بھارت کی نیشنل لائبریری بھی کسی سے پیچھے نہیں۔اس میں کتابوں کی تعداد دس لاکھ سے تجاوز کر گئی ہے۔ہمارے ملک میں نیشنل لائبریری کے لیے جگہ کا انتخاب بھی ہو چکا ہے مگر اس سلسلے میں عمارت ابھی تک قائم نہیں ہو سکی۔ملک حسن اختر اس مسئلے کا حل ریجنل لائبریریوں کو قرار دیتے ہیں۔ان کے خیال میں ریجنل لائبریریوں کو نیشنل لائبریری کا درجہ ملنا چاہیے کیونکہ امریکہ اور برطانیہ میں ریجنل لائبریریوں کا الحاق دوسری لائبریریوں سے کیا گیا ہے۔لائبریریوں کے اشتراک و تعاون کے بارے میں ان کی رائے کچھ اس طرح ہے۔

> ’’ہمارے ہاں ڈسٹرکٹ لائبریریاں موجود ہیں۔ان کا الحاق صوبائی لائبریری سے کیا جا سکتا ہے اور ضلع کی دیگر لائبریریوں کا الحاق ڈسٹرکٹ لائبریریوں کا الحاق ڈسٹرکٹ لائبریری سے ہو تو ایک مربوط اشتراک و تعاون کا نظام قائم ہو سکتا ہے۔‘‘
>
> ۷

یورپی ممالک کی طرف اگر نظر دوڑائی جائے تو وہاں ایک سنٹرل لائبریری قائم کر دی جاتی ہے۔ایسے ممالک میں موجود چھوٹی لائبریریاں اس کی شاخیں تصور کی جاتی ہیں۔ملک حسن اختر ان لائبریریوں کے بارے میں بتاتے ہیں کہ یہ لائبریریاں اپنے قارئین کے لیے بڑی لائبریری سے کتابیں منگواتی ہیں۔امریکی وزیر تعلیم کے اس قول کو بھی اپنے مضمون کا حصہ بناتے ہیں جس میں یونین کیٹلاگ کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔یونین کیٹلاگ کے بارے میں ملک حسن اختر لکھتے ہیں:

> ’’دراصل ہم ریفرنس سروس کے مہیا کرنے میں بری طرح ناکام ہوئے ہیں اور ہمارے کتب خانوں کی یہ ایک بڑی خامی ہے اس سلسلے میں میری تجویز یہ ہے کہ نظامت کتب خانہ جات پہلے لاہور کی ایک مجموعی فہرست تیار کرے اور باقی تمام کتب خانوں کو یہاں سے ریفرنس سروس مہیا کرے۔‘‘ ۸

کتب خانوں کی فہرست جاری کرنے کے لیے اگر کالج میگزین کا سہارا لیا جائے تو بہتر ہو گا۔ملک حسن اختر بھی کالج میگزین کے حق میں اپنے دلائل دیتے ہیں کیونکہ یہ میگزین تمام کالجز اور پبلک لائبریریز تک پہنچ جائیں گے۔اس کام کے لیے اتنا زیادہ روپیہ بھی خرچ نہیں ہو گا۔ہمارے ملک میں ۱۰۰ میں سے ۹۸ فیصد کالجز ایسے ہیں جہاں پر فہرست سازی کا کام مکمل نہیں ہے۔جب تک حکومت اس کام کی طرف توجہ نہیں دے گی۔اس وقت تک یہ مکمل نہیں ہو سکتا۔اور یہ فہرست کتب خانوں کے درمیان اشتراک و

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

تعاون کی فضا کو مربوط بنائے گی۔ ملک حسن اختر لائبریری عملے کی کمی کو سب سے اہم مسئلہ قرار دیتے ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ عملے میں اضافہ کرے۔ کالج لائبریرین کا کردار خاموش تماشائی کا نہیں ہونا چاہیے بلکہ قارئین کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ ملک حسن اختر تو یہاں تک کہتے ہیں کہ اس کے پاس دیگر کتب خانوں کے بارے میں بھی معلومات ہونی چاہئیں۔ مصنف کے خیال میں ڈسٹرکٹ لائبریری کا قیام نہایت ضروری ہے۔ ہمارے ملک میں کتب خانوں کے بارے میں وہ رقم طراز ہیں:

''ہمارا ملک غریب ہے اور وہ ہر کتب خانے کو بہت زیادہ فنڈ مہیا نہیں کر سکتا۔ لہٰذا موجودہ ملکی وسائل کے اندر بھی سروس کو بہتر بنانے کے لیے کتب خانوں میں اشتراک و تعاون کی فضا پیدا کرنی چاہیے۔'' ۹

کتب خانوں میں اخبارات کو محفوظ کرنے کے سلسلے میں بھی ملک حسن اختر کی رائے زیادہ موثر مانی جاتی ہے۔ ان کے خیال میں اگر تمام لائبریریاں زیادہ اخبارات کی بجائے صرف ایک ایک اخبار محفوظ کریں تو محفوظ کرنا ان کے لیے آسان ہو جائے گا۔ اس طرح یہ تعاون صرف اخبارات اور رسائل و جرائد ہی تک محدود نہیں ہونا چاہیے۔ اس دائرہ کار کو بڑھانے کے لیے سکولوں کا انتخاب بھی کیا جا سکتا ہے۔ تنقیدی نظر سے اگر اس مضمون کا مطالعہ کیا جائے تو ملک حسن اختر اپنا موقف بیان کرنے میں صحیح طرح سے کامیاب نہیں ہو سکے۔ مذکورہ مضمون میں تکرار بہت زیادہ ہے۔ کتاب میں شامل دوسرا مضمون ''عام کتب خانے'' ہے۔ جس میں مصنف نے کتب خانے کے مقاصد بیان کیے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی کتب خانوں کی اہمیت اور فوائد سے بھی ہمیں آگاہ کیا ہے۔ اس مضمون میں ملک حسن اختر مخیر حضرات سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ کتب خانوں کی تعمیر میں حصہ لیں۔ ہمارے ملک میں جو کتب خانے قائم ہوئے ان کا معیار بھی آئے دن گرتا چلا گیا۔ برطانیہ میں بلدیاتی اداروں کے ذمے کتب خانوں کو چلایا جاتا ہے۔ ملک حسن اختر کتب خانوں کے قیام کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''ہمارا خیال ہے کہ دس ہزار یا اس سے زیادہ آبادی کے لیے ایک عام کتب خانہ قائم کرنا چاہیے۔ اس سے چھوٹے دیہات کو سفری کتب خانے کے ذریعے لائبریری کی سہولت مہیا کی جانی چاہیے۔'' ۱۰

اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ کتب خانوں کے بارے میں ملک حسن اختر کے تاثرات قابل غور ہیں۔ مزید براں وہ کتب خانوں کی اہمیت اور ان کے قیام سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار موثر پیرائے میں کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک کتب خانے کے لیے محل وقوع بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ یہ آبادی میں موجود موجودہ دور میں بینک اور دوسرے تجارتی اداروں کے قیام پر تو زور دیا جا رہا ہے مگر کتب خانوں کی تعمیر کا عمل تاخیر کا شکار ہے۔ ایک کتب خانے میں جن شعبہ جات کا موجود ہونا ضروری ہے۔ وہ اس کی فہرست بھی بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد وہ فرنیچر کے بارے میں بھی دلائل دیتے ہیں کہ فرنیچر جتنا آرام دہ ہو گا لوگ اتنا ہی زیادہ وقت اس میں گزاریں گے۔ لائبریری عملے کے بارے میں ان کی تجویز ہے کہ ایسا عملہ تلاش کرنا چاہیے جو اپنے فرائض کو پوری ذمہ داری سے ادا کرے۔ اکثر جگہوں پر کلرکوں سے کام لیا جا رہا ہے۔

ملک حسن اختر کے خیال میں کتب خانے میں زیادہ تر کتابیں ایسی ہونی چاہئیں جن میں قارئین کی دلچسپی ہو۔ ''ہمارے کتب خانے'' میں آخری مضمون بچوں کے ذوق مطالعہ میں لائبریریوں کے کردار و عمل سے متعلق ہے۔ ملک حسن اختر اس حوالے سے لکھتے ہیں:

''ہمارے ہاں ذوق مطالعہ کی کمی ہے نوجوانوں بلکہ عمر رسیدہ اشخاص میں بھی مطالعہ کی عادت نہیں ہے۔ وہ اپنے فارغ وقت میں یا تو کھیل کے میدان کا رخ کرتے ہیں یا پھر اسے گپ شپ کی نذر کر دیتے ہیں۔'' ۱۱

حکومت جب ان کتب خانوں کی طرف توجہ نہیں دیتی تو افراد بھی ان سے دور ہو جاتے ہیں۔ ملک حسن اختر ان لوگوں کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں جو ریٹائرمنٹ تک لائبریریوں کا رخ نہیں کرتے ہیں بل کہ دفاتر ہی کو اپنا رفیق کار سمجھتے ہیں۔ اس کے علاوہ علم کا ذریعہ کتابیں ہی تصور کی جاتی ہیں۔ اس لیے بچوں کو بچپن ہی سے کتابوں کی عادت ڈالنی چاہیے۔ ان کے خیال میں بچوں میں تحقیق و جستجو کا مادہ پیدا کرنا چاہیے۔ اساتذہ اور والدین کو چاہیے کہ وہ بچے کی حوصلہ افزائی کریں۔ پرائمری کی سطح پر بچوں کے لیے کتب کا انتظام کیا جائے۔ پرائمری سکولوں میں عمارت نہ ہونے کی وجہ سے کتابیں اساتذہ کے گھر میں ہی پڑی رہتی ہیں۔ ملک حسن اختر اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اول تو اساتذہ

کتابیں جاری ہی نہیں کرتے اگر کرتے بھی ہیں تو ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں کوئی بچہ کتاب پھاڑ نہ دے۔اس کے علاوہ بچوں میں کتابوں کے مطالعے سے دوری کی دوسری وجہ سکول میں صرف ایک استاد کا موجود ہونا ہے۔اس استاد میں اتنی سکت نہیں رہتی کہ وہ بچوں میں کتب کا ذوق پیدا کر سکے۔

ملک حسن اختر پرائمری اور مڈل سکولوں کے بعد ہائی سکولوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان سکولوں میں لائبریرین موجود نہیں ہے۔اس لیے کتابوں کی الماری کو قفل لگا دیا جاتا ہے۔سکولوں کے برعکس کتب خانوں میں بچوں کے شعبے قائم کیے جا رہے ہیں۔اس سلسلے میں پہلا قدم بہاولپور لائبریری میں اٹھایا گیا ہے۔اس کے علاوہ اگر شاہ محمد غوث لائبریری کا ذکر کیا جائے تو وہاں بھی بچوں کی دلچسپی سے متعلقہ کتب موجود ہیں۔ملک حسن اختر بتاتے ہیں کہ اس کے علاوہ بہت کم کتب خانے ایسے ہیں جہاں بچوں کے شعبے مقرر ہیں۔کتب کانوں کے تذکرے کے بعد وہ بچوں کے لیے اچھی کتب کی اہمیت کو سامنے لاتے ہیں۔ان کے نزدیک بچے داستانوں اور کہانیوں سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔اس لیے بچوں کے لیے کتابیں لکھنی چاہئیں۔کتابوں کی فروخت کے بارے میں بھی ان کا موقف کافی جاندار ہے۔جس میں وہ بتاتے ہیں کہ اگر بچے قیمت ایک ہی وقت میں ادا نہ کر سکیں تو قیمت کی ادائیگی اقساط میں کر دی جائے۔اساتذہ اور والدین کی ضمانت لی جا سکتی ہے۔اس کے علاوہ ملک حسن اختر نصاب میں شامل شاعر کے کلام کے لیے مزید معلومات پر مبنی کتاب کی اشاعت کو بھی اہم تصور کرتے ہیں۔ان کا یہ مضمون بچوں میں ذوقِ مطالعہ کے لیے معاون ثابت ہوتا ہے۔اس میں بیان کی گئی تجاویز پر اگر عمل کیا جائے تو واقعی بچوں میں بچپن ہی سے مطالعے کی عادت پروان چڑھ سکتی ہے۔

"ہمارے کتب خانے" میں موجود تمام مضامین ملک حسن اختر کی تحقیقی کاوش کا بہترین نتیجہ قرار دیے جا سکتے ہیں۔مصنف نے اس سلسلے میں ملک بھر کی تمام لائبریریوں کا دورہ کیا اور ان سے متعلق دلچسپ حقائق بیان کیے۔تدریسی شعبے سے متعلق جو تجاویز اس کتاب میں موجود ہیں ان پر عمل کر کے تدریسی نظام میں بہتری لائی جا سکتی ہے۔

**حوالہ جات:**

۱۔حسن اختر، ملک، ہمارے کتب خانے، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۷ء، ص ۲۳

۲۔ایضاً، ص ۴۸

۳۔ایضاً، ص ۶۹

۴۔ایضاً، ص ۸۴

۵۔ایضاً، ص ۹۵

۶۔ایضاً، ص ۱۱۶

۷۔ایضاً، ص ۱۱۷

۸۔ایضاً، ص ۱۲۳

۹۔ایضاً، ص ۱۳۵

۱۰۔ایضاً، ص ۱۴۳

۱۱۔ایضاً، ص ۱۵۲